

اسلامی بنکاری؛ ایک تجزیہ

Islamic Banking; An Analysis

Hafiz Zulfiqar Shah*Ph.D Scholar, Allama Iqbal Open University Islamabad**Email: zulfiqarshah57@gmail.com***Dr. Shumaila Majeed***Assistant Professor Akhuwat College University Kasur**Email: Shumailamajeed@gmail.com***Abstract**

A number of countries has moved toward the transformation of their economic system to more closely with the traditions of Islam. The most far-reaching attempts in this direction have taken place in the Islamic Republic of Pakistan and in Iran. The process of Islamization of these economic systems will be go ahead with the passage of time. There will be discussed in this article the modes of financing in Islamic banks in the light of Shariah. The term "Islamic Economics" defines a complete system that prescribes specific patterns of social and economic behavior for any person. It includes upon set of issues, such as property rights, the incentive system, allocation of resources, types of economic freedom, the system of economic decision making and the positive role of the state of the country.

موضوع کا تعارف

بینک در اصل اٹلی زبان کے لفظ "banko" سے نکلا ہے۔ اس کا معنی میز کے ہیں۔ ابتداء میں جب اس ادارے کو چلانے والے حساب کتاب کرتے تو ان کے سامنے ایک میز پڑا ہوتا تھا چنانچہ اسی سے لفظ بینک وجود میں آیا¹۔ بینک قرضوں کا کاروبار کرتا ہے۔ عوام سے امانتیں وصول کرتا ہے اور ضرورت مند افراد کو قرضے فراہم کرتا ہے۔ بینک کے جاری کردہ زر اعتبار (مال حکمی) کو عام لوگ بلا حیل و حجت قبول کر لیتے ہیں۔ اس لیے بینک زر کی تخلیق بھی کر سکتا ہے²۔

زر اعتبار کا مطلب ہے کہ ایسا مال جو حقیقی نہ ہو جیسے کرنسی نوٹ، باندز یا بینک کے چیک (cheque) وغیرہ۔ اس کے مقابلے میں حقیقی زر ہوتا ہے جس کا مطلب سونا، کرنسی نوٹ، بانڈز یا چیک کے عقب میں موجود حقیقی مال ہوتا ہے۔ یہ اس سونے کی رسیدیں ہوتی ہیں جو مختلف صورتوں میں موجود ہوتی ہیں۔ ان کو لوگ عمومی معاشی مسائل کو حل کرنے میں استعمال کرتے ہیں۔ ابتداء میں کرنسی نوٹ اس وقت جاری کیے جاتے تھے جبکہ ان پیچھے ان کی مالیت کا سونا موجود ہوتا تھا لیکن اب یہ شرط اٹھالی گئی ہے اور کوئی بھی ملک سونے کی موجودگی کے بغیر بھی کرنسی نوٹ چھاپ سکتا ہے۔

جدید بینکاری کا آغاز

جدید بینکنگ کے آغاز کے حوالے سے مولانا مودودیؒ نے ذکر کیا ہے کہ شروع میں جبکہ ابھی کاغذی نوٹ کا اجراء نہ ہوا تھا تو لوگ اپنی امانتیں سناڑوں کے پاس ہی رکھواتے تھے۔ سناڑ ہر شخص کو اس کی امانت کے بقدر سونے کی ایک رسید جاری کر دیتا تھا جس میں یہ تصریح ہوتی کہ فلاں شخص کا اتنا سونا سناڑ کے پاس بطور امانت محفوظ ہے۔ آہستہ آہستہ یہ رسیدیں خرید و فروخت اور قرضوں کی ادائیگیوں میں استعمال ہونے لگیں۔ سناڑوں کو یہ معلوم ہوا کہ جو سونا لوگوں نے ان کے پاس رکھوایا ہے اس کا دسواں حصہ لوگ نکال لیتے ہیں باقی نو حصے سناڑوں کے پاس ہی پڑا رہتا ہے۔ پھر اس باقی سونے کے رسیدوں کو سناڑوں نے دوسرے لوگوں کو سود پر ادھار دینا شروع کر دیا۔ یہ ایک لوگوں کی امانتوں کا غلط استعمال تھا³۔

ان سناڑوں نے اپنے کاروبار کو وسیع کرنے کے لیے معاشرے کے متوسط اور خوشحال طبقوں کی طرف گئے اور ان سے یہ کہا کہ آپ لوگ اپنا سرمایہ کاروبار میں لگانے کے بجائے ہمارے پاس بطور امانت رکھو دیں ہم آپ کو اس پر سود ادا کریں گے۔ اس طرح سناڑوں نے کم شرح سود پر لوگوں سے ان کا سونا وغیرہ لے لینا شروع کیا زیادہ شرح سود پر دوسرے لوگوں کو دے کر اپنا منافع درمیان میں رکھ لیتے۔ اس طرح معاشرے کے تقریباً 90 فیصد لوگوں نے اپنا سرمایہ ان سناڑوں کے پاس رکھوایا۔ نتیجہ کے طور پر اس سرمایہ پر سناڑوں کا قبضہ ہو گیا۔ پھر سناڑوں نے اپنے کاروبار کو اجتماعی شکل دینا شروع کر دیا۔ پہلے جو کام سناڑ انفرادی سطح پر کرتے اب وہ ایک گروہ کی شکل میں کرنے لگے۔ چنانچہ اب جدید بینک وجود میں آنا شروع ہو گیا۔ اسی وجہ سے آج بھی بینک کا بنیادی کام کم شرح سود پر لوگوں سے امانتیں لیکر زیادہ شرح سود پر دوسرے لوگوں کو دینا ہے⁴۔

اسلامی بینکاری کا آغاز

بلا سود بینکاری کی تاریخ زیادہ پرانی نہیں ہے۔ ”مت غمر سوشل“ بینک کے نام سے سب سے پہلے مصر نے 1963ء میں بلا سود بینکاری کا آغاز کیا۔ اس بینک میں زراعت کیلئے رقوم جمع کرنے اور جاری کرنے کا کام شروع ہوا۔ اسی سال ملائیشیا میں حج کے لیے ایک ادارہ ”تبونگ حاجی“ کے نام سے قائم کیا گیا۔ لوگ اس میں اپنی بچت والی رقم جمع کرواتے اور حسب ضرورت قرضہ لیتے۔ سن 1975ء میں دوبئی اسلامک بینک وجود میں آیا اور اسی سال او۔ آئی۔ سی کے تحت ”اسلامی ترقیاتی بینک“ کی بنیاد رکھی گئی۔ سن 1983ء میں ”اسلامی بینک بنگلہ دیش“ وجود میں آیا اور پھر اس کے بعد پوری دنیا میں اسلامی بینکوں کے قیام کی ایک دوڑ سی لگ گئی⁵۔

اسلامی بینکاری پر اعتراضات

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مروجہ بلا سود بینکاری پر اکثر علماء کو اعتراض ہے۔ اس ملک کے علماء کرام اور مفتیان کرام کا ایک متفقہ فتویٰ بھی جاری ہو چکا ہے جس پر تقریباً 29 مفتیان کرام کے دستخط موجود ہیں۔ اس فتویٰ کی عبارت ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔

”گزشتہ چند سالوں سے اسلامی شرعی اصطلاحات کے حوالے سے رائج ہونے والی بینکاری کے معاملات کا قرآن و سنت کی روشنی میں ایک عرصہ سے جائزہ لیا جا رہا تھا اور ان بینکوں کے دستاویزات پر غور و خوض کے ساتھ ساتھ اکابر فقہاء کی تحریروں سے بھی استفادہ کیا جاتا رہا تھا۔ بالآخر اس سلسلے میں حتمی فیصلے کے لیے ملک کے چاروں صوبوں کے اہل فتویٰ علماء کرام کا ایک اجلاس مورخہ 28 اگست 2008ء بمطابق 25 شعبان المعظم 1429ھ بروز جمعرات حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب کی زیر صدارت جامعہ فاروقیہ کراچی میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں شریک مفتیان کرام نے متفقہ طور پر یہ فتویٰ دیا کہ اسلام کی طرف منسوب مروجہ بینکاری قطعی غیر شرعی اور غیر اسلامی ہے۔ لہذا ان بینکوں کے ساتھ اسلامی یا شرعی سمجھ کر جو معاملات کیے جاتے ہیں وہ ناجائز اور حرام ہیں اور ان کا حکم دیگر سودی بینکوں کی طرح ہے“۔ اعتراضات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مروجہ اسلامی بینکاری مجوزہ اسلامی طریقہ پر کاربند نہیں

مروجہ اسلامی بینکاری پر بنیادی اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ یہ اسلامی طریقہ کار پر کاربند نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی بینکاری اپنا جادگانہ تشخص قائم رکھنے میں ناکام ثابت ہوئی ہے⁷۔ اس دعویٰ پر تین شہادتیں پیش کی گئی ہیں۔

شہادت نمبر ۱: اسلامی بینکاری کے لیے شرکت و مضاربت کو معیاری متبادلات قرار دیا گیا تھا اور مراہجہ و اجارہ کو عارضی متبادلات کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر مراہجہ و اجارہ کو مستقل معیار بنالیا جائے تو ایسی بینکاری قطعاً وایتی سودی بینکاری سے مختلف نہیں ہو سکتی اس کے باوجود معاصر مروجہ اسلامی بینکاری میں شرکت و مضاربت کا عنصر بہت کم ہے۔

شہادت نمبر ۲: اسلامی بینکاری کے بنیادی محققین میں سے مفتی محمد تقی عثمانی بھی ہیں۔ موصوف خود بھی اسلامی بینکاری سے مایوس دکھائی دیتے ہیں۔

شہادت نمبر ۳: وہ حضرات جنہوں نے سودی اور اسلامی دونوں بینکوں سے اپنے معاملات رکھے مگر وہ ان دونوں کے درمیان کسی طور پر بھی فرق نہیں رکھ سکے۔ حالانکہ ان حضرات میں صرف عام اکاؤنٹ ہولڈر شامل نہیں بلکہ ماہر اقتصادیات لوگ اس میں موجود ہیں۔

تلفیق محرم کا استعمال

مروجہ اسلامی بینکاری کو قائم کرنے کے لیے روایتی بینکوں کے ہاں مفید تجارتی شکلوں کو اپنایا گیا ہے اور انہیں اسلامی لبادہ پہنانے کے لیے تلفیق محرم کا استعمال کیا گیا ہے۔

شخص قانونی کا اصول

شخص قانونی اور محدود ذمہ داری کا اصول محض بینکوں کے فائدے کے لیے روایتی سودی بینکاری میں وضع کیا گیا ہے۔ حالانکہ اس سے اکاؤنٹ ہولڈرز کا شدید ترین استحصال ہوتا ہے۔ جب تک بینک کو اپنے کاروبار سے نفع ہوتا رہتا ہے وہ شخص قانونی ہونے کی بناء پر اس نفع کا کافی شافی حصہ اپنے فائدے میں لاتا ہے جبکہ نقصان ہونے کی صورت میں شخص قانونی کو محدود ذمہ کے اصول میں لا کر نقصان سے بری کیا جاتا ہے۔

عام بینکوں کی شرح سود کو معیار بنانا

اسلامی بینکاری شرکت و مضاربہ میں نفع کا وہی تناسب معیار بناتے ہیں جو کہ عام بینکوں کے ہاں ماہانہ سود ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر عام بینک 4 لاکھ روپے قرضہ پر 8 فیصد ماہانہ سود وصول کرتے ہیں تو اسلامی بینک 4 لاکھ روپے بطور شریک کسی کاروبار میں لگا کر اپنے لیے نفع کا اتنا ہی تناسب مقرر کریں گے جو عام بینکوں کے ہاں معیار ہے۔ معترضین کے اس اعتراض پر راقم الحروف نظر رکھتا ہے۔

اسٹیٹ بینک کی پابندی

اسلامی بینکاری میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ شرکت و مضاربہ کے معاہدات کے وقت فریق ثانی کے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا پابند بنایا جاتا ہے۔ جیسے ہی اسٹیٹ بینک شرح سود میں کمی یا زیادتی کرتا ہے، اسلامی بینک تمام جاری و رواں معاہدات میں شرح نفع میں کمی یا زیادتی کر دیتے ہیں۔

شرکت متناقصہ

اسلامی بینکاری میں تمویل کے لیے شرکت متناقصہ کو چنا جاتا ہے۔ یہ شرکت کی ایسی قسم ہے کہ جس میں دونوں فریق مل کر ایک چیز کی خریداری کر لیتے ہیں پھر فریق اول، فریق ثانی کا حصہ قسط وار خریدتا رہتا ہے۔ اس طرح فریق ثانی کا حصہ کم جبکہ فریق اول کا حصہ زیادہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ معترضین کا کہنا ہے کہ اس طرح کے معاہدات میں مفاسد پائے جاتے ہیں جو شرعی اصولوں سے ہم آہنگ نہیں۔

مضاربہ فیس کا لاگو ہونا

بنک مضارب ہونے کی بناء پر صرف اپنا مقررہ نفع طے شدہ شرح کی بنیاد پر لے سکتا ہے مگر اسلامی بینک اس نفع کے علاوہ عمیل یعنی رب المال سے مختلف رقوم مضاربہ فیس یا حق الخدمت یا دیگر انتظامی اخراجات کی مد میں وصول کرتا ہے جو کہ اسلامی شریعت کے مخالف ہے⁸۔

بینک کی آمدنی کا ناجائز ہونا

اسلامی بینکاری چونکہ سیٹ بینک کے قواعد و ضوابط کے پابند ہوتے ہیں۔ اسی پابندی کے معاہدے کی بناء پر ان کو شیڈولڈ بینک کا درجہ مل جاتا ہے۔ ماتحت بینکوں کو جب بھی قرضہ سیٹ بین کی طرف سے ملتا ہے تو وہ مقررہ شرح سود ہی پر ملتا ہے جس کی وجہ سے بینک کی آمدنی سودی بن جاتی ہے⁹۔

کھاتہ دار کا عقد کے بارے لا علم ہونا

ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ کھاتہ دار کو کھاتہ کھلوتے وقت یہ علم ہی نہیں ہوتا کہ اس کا روپیہ بطور شریک کے کاروبار میں لگے گا یہ بطور رب المال کے۔ یعنی کھاتہ دار شرکت کا معاملہ کرے گا یا مضاربت کا۔ اس بات سے کھاتہ دار لا علم ہوتا ہے محض فارم پر کر کے معاملہ شروع کیا جاتا ہے کہ شرعی تقاضوں کے مخالف ہے¹⁰۔

نفع کے تناسب کا مجہول ہونا

اسلامی بینکاری میں نفع کا تناسب ابتداء سے ہی معلوم نہیں ہوتا اسی لیے ان حضرات نے یومیہ سرمایہ کی بنیاد پر نفع کی تقسیم کا طریقہ نکالا ہے¹¹۔

مراجہ موجدہ پر اعتراضات

شریعت اسلامی میں مراجہ فروخت کرنے کا ایک ایسا طریقہ ہے جس میں بیچنے والا چیز کی قیمت خرید بتلاتا ہے اور پھر اس کے اوپر اپنا نفع مقرر کر کے آگے بیچتا ہے۔ اگر بیچنے والا خریدنے والے کو قیمت کی ادائیگی میں مہلت دے یا اسکی قسطیں بنادے تو اس معاملے کو شریعت میں مراجہ موجدہ کہا جاتا ہے¹²۔

عامل بینکوں سے قرضہ لینے والوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ملنے والی رقم سے وہ اپنے مراد کی چیز خرید لیں گے۔ بینک اس قرضہ پر سود دیتا ہے۔ اگر مقروض بروقت سودی قرض کی قسط ادا نہ کرے تو اس پر سود کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اب اسلامی بینکاری میں چونکہ سودی قرضہ نہیں دیا جاتا اس لیے مراجہ موجدہ کا طریقہ تجویز کیا جاتا ہے۔ اسلامی بینکاری میں قرضہ لینے والے شخص کو قرضہ دینے کے بجائے اس کی مطلوبہ چیز بازار سے خرید کر نفع رکھ کے

اس شخص پر مراحہ مؤجلہ کے اصول پر بیچا جاتا ہے۔ اس طرح یہ معاملہ بیع بالتقسیط اور مراحہ مؤجلہ کا ایک مجموعہ بن جاتا ہے۔ اب اس میں شرعی حوالے سے کئی خرابیاں لازم آتی ہیں۔ سب سے پہلی خرابی ”رنج مالم یضمن“ کی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مراحہ کرنے والا شخص سب سے پہلے خود بینک کے وکیل کی حیثیت سے چیز کو بازار سے خریدتا ہے اور قبضہ کر کے خود ہی اس چیز کو بیع تعاطی کے ذریعے خرید لیتا ہے۔ جب مذکورہ شخص نے وکیل کی حیثیت سے چیز پر قبضہ کر لیا تو اس صورت میں اگر چیز ہلاک ہو جائے تو اسلامی بینکاری کے مطابق ضمان خریدار پر ڈالا جائے گا۔ اس صورت میں خرابی یہ ہے کہ بینک مراحہ کے اس معاملے میں ضمان کے بغیر نفع حاصل کر رہا ہے جو کہ شریعت میں ناجائز ہے¹³۔

دوسری خرابی یہ لازم آتی ہے کہ اگر قسط کی بروقت ادائیگی شخص نہ کر سکے تو اس پر مالی جرمانہ عائد کیا جاتا ہے۔ جبکہ شریعت نے تنگدست آدمی کیلئے اصول وضع کیا ہے کہ اسے مہلت دی جائے، اور اگر خوشحال ہے تو نہ ادا کرنے کی صورت میں اسے قید کر لیا جائے جبکہ اسلامی بینکاری میں اس سے جرمانہ لے کر خیراتی فنڈ میں لگایا جاتا ہے¹⁴۔

صاحب احن الفتاویٰ نے لکھا ہے کہ مجلس تحقیق مسائل حاضرہ میں علماء نے اس بات پر زور دیا تھا کہ اگر خیراتی فنڈ بنانا بھی ہے اور مالکی فقہ کے اس مسئلے کو منطبق کرنا ہے تو پھر یہ فنڈ بینک کے تصرف و اختیار میں نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ کسی تیسری قوت یا گروہ کے قبضہ میں ہو۔ مگر بینک والے اسی چیز پر اصرار رہے کہ یہ بینک کے ہی قبضہ میں ہونا چاہیے¹⁵۔

بینک کے عقد اجارہ پر اعتراضات

جدید نظام بینکاری میں اجارہ کی ایک نئی قسم متعارف کرائی گئی ہے جسے فائننسنگ لیز کہتے ہیں۔ اس طریقہ میں اجارہ کی یہ صورت ہوتی ہے کہ مشین ایک فیکٹری کو مطلوب ہے تو بینک اس فیکٹری کو وہ مشین اجارہ پر دیتا ہے اور اس مشین کی قیمت نفع کے ساتھ متعین کرتا ہے۔ مشین کے لیے اتنی مدت مقرر کرتا ہے کہ جس میں وہ مشین استعمال ہو کر ختم ہو جائے گی پھر مشین کی اس رقم کو اس معینہ مدت پر یونٹ بنا کر تقسیم کر لیا جاتا ہے۔ اب جب فیکٹری مشین کی معینہ رقم بینک کو ادا کر کے فارغ ہوگی اس وقت وہ مشین بھی استعمال کے قابل نہ رہے گی۔ پھر ایک نئے عقد کے ذریعے یہ مشین فیکٹری کی ملکیت ہو جاتی ہے۔ اب یہاں شرعی حوالے سے تین چیزیں سامنے آ جاتی ہیں۔ پہلی یہ کہ بینک کا گاہک کے لیے مطلوبہ چیز خریدنا۔ دوسری یہ کہ بینک کو اس چیز کو عمیل کو اجارہ پر دینا۔ تیسری یہ کہ مدت اجارہ مکمل ہونے کے بعد بینک کا وہ شے عمیل کو فروخت کر دینا۔ اسلامی بینکاری میں یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ

عمیل کے ساتھ ان تینوں معاملات میں کسی معاملے کو دوسرے کے ساتھ مشروط نہ کریں۔ مثال کے طور پر بینک عمیل کے لیے شے خریدتے وقت یہ شرط نہ لگائے کہ وہ عمیل بینک سے مذکورہ شے ضرور اجارہ پر لے گا¹⁶۔

اب اس صورت میں عمیل اجارہ کے دوران کسی درجہ پر عقد اجارہ فسخ کرنا چاہے تو اسے وہ مطلوبہ شے مستاجرہ بینک سے بینک ہی کی متعین کردہ قیمت پر خریدنی پڑے گی۔ یہ شرط مقتضائے عقد کے خلاف ہے چونکہ صریحاً بینک کے فائدے میں ہے۔ مزید یہ کہ عمیل یعنی گاہک کیلئے اس میں نقصان ہے لہذا اس شرط کی وجہ سے عقد اجارہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ عقد اجارہ شرط فاسدہ سے فاسد ہو جاتا ہے¹⁷۔

مستاجرہ چیز کی انشورنس کروانا

مروجہ اسلامی بینکاری میں مستاجرہ چیز کی انشورنس بھی کروائی جاتی ہے اگرچہ انشورنس بینک ہی کرواتا ہے تاہم عمیل یعنی گاہک کو معلوم ہوتا ہے کہ میرے لیے انشورنس کرائی جا رہی ہے لہذا وہ عمیل بھی گناہ میں شریک ہو جاتا ہے۔ اور اس عمیل سے بینک بھی گناہگار ہو جاتا ہے۔ مزید یہ کہ انشورنس کروا کر وہ شے بینک کے ضمان سے نکل جاتی ہے۔ حالانکہ فقہ کا قاعدہ ہے کہ اگر شے مستاجرہ مستاجر کی غفلت کے بغیر ہلاک ہو جائے تو ضمان مستاجر کے بجائے موجر پر آتا ہے¹⁸۔

”صفقہ فی صفقہ“ کی خرابی

عقد اجارہ کا اصول ہے کہ عقد اجارہ میں تینوں عقد ایک دوسرے کے ساتھ مشروط نہیں ہونے چاہیے اور نہ ہی ایک عقد میں دوسرا عقد شامل ہو۔ اسلامی بینکاری میں یا تو بغیر عقد جدید کیے برائے نام عقد کے وہ شے مستاجرہ مستاجر کو اجارہ کے ختم ہونے کے وقت فروخت کر دیتے ہیں اور حقیقت میں یہ عقد اجارہ اسی عقد بیع کے لیے کیا جاتا ہے ورنہ بینک کو معلوم ہو جائے کہ یہ شے مستاجرہ، مستاجر آخر میں نہیں دے گا تو وہ کبھی بھی عقد اجارہ نہ کرے گا۔ لہذا اس میں ”صفقہ فی صفقہ“ اور ”تعلیق البیع“ جیسی خرابیاں آرہی ہیں جو کہ شریعت میں ناجائز ہے¹⁹۔

خلاصہ کلام

۱۔ زر اعتبار کا مطلب ہے کہ ایسا مال جو حقیقی نہ ہو جیسے کرنسی نوٹ، باند زیا بینک کے چیک (cheque) وغیرہ۔ اس کے مقابلے میں حقیقی زر ہوتا ہے جس کا مطلب سونا، کرنسی نوٹ، بانڈز یا چیک کے عقب میں موجود حقیقی مال ہوتا ہے۔ یہ اس سونے کی رسیدیں ہوتی ہیں جو مختلف صورتوں میں موجود ہوتی ہیں۔ ان کو لوگ عمومی معاشی مسائل کو حل کرنے میں استعمال کرتے ہیں۔

۲۔ شروع میں جبکہ ابھی کاغذی نوٹ کا اجراء نہ ہوا تھا تو لوگ اپنی امانتیں سناروں کے پاس ہی رکھواتے تھے۔ سنار ہر شخص کو اس کی امانت کے بقدر سونے کی ایک رسید جاری کر دیتا تھا جس میں یہ تصریح ہوتی کہ فلاں شخص کا اتنا سونا سنار کے پاس بطور امانت محفوظ ہے۔ آہستہ آہستہ یہ رسیدیں خرید و فروخت اور قرضوں کی ادائیگیوں میں استعمال ہونے لگیں۔

۳۔ اسلامی بینکاری میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ شرکت و مضاربہ کے معاہدات کے وقت فریق ثانی کے سٹیٹ بینک آف پاکستان کا پابند بنایا جاتا ہے۔ جیسے ہی سٹیٹ بینک شرح سود میں کمی یا زیادتی کرتا ہے، اسلامی بینک تمام جاری و رواں معاہدات میں شرح نفع میں کمی یا زیادتی کر دیتے ہیں۔

۴۔ اسلامی بینکاری میں کھاتہ دار کو کھاتہ کھلوتے وقت یہ علم ہی نہیں ہوتا کہ اس کا روپیہ بطور شریک کے کاروبار میں لگے گا یا بطور رب المال کے۔ یعنی کھاتہ دار شرکت کا معاملہ کرے گا یا مضاربہ کا۔ اس بات سے کھاتہ دار لاعلم ہوتا ہے محض فارم پر کر کے معاملہ شروع کیا جاتا ہے کہ شرعی تقاضوں کے مخالف ہے۔

حواشی و حوالہ جات

¹ Unknown, bank, retrieved march 03-2012, from <http://en.wikipedia.org/wiki/Bank>

² عبد الحمید ڈار، محمد عظمت، پروفیسر محمد کرم، اسلامی معاشیات، علمی کتب خانہ، لاہور، ص 305۔

³ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، سود، اسلامک پبلیکیشنز، مئی 1987ء، ص ۱۲۹ تا ۱۴۱

⁴ حوالہ بالا۔

⁵ نجات اللہ صدیقی، بلا سود بینکاری، اسلامی پبلیکیشنز، لاہور، 1969

⁶ ماہنامہ بینات، مدیر، سعید احمد جلال پوری، جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی، اکتوبر 2008ء، ص 82 تا 84

⁷ رفیق، بالا کوٹی، مروجہ اسلامی بینکاری اور جمہور علماء کے موقف کا خلاصہ، ماہنامہ بینات، اکتوبر 2008ء، ص 86

⁸ حوالہ بالا

⁹ عبد الواحد، مفتی، فقہی مضامین، مجلس نشریات اسلام، کراچی، 2006ء، ص 470

¹⁰ حمید اللہ جان، مفتی، اسلامی نظام معیشت کے تناظر میں موجودہ اسلامی بینکنگ پر ایک تحقیقی فتویٰ، دار الافتاء والارشاد،

جامعۃ الحمید، لاہور، 2009ء، ص 8

¹¹ عبد الواحد، فقہی مضامین، ص 495

¹² محمد تقی، عثمانی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 2003ء، ص 140

- ¹³ اسلامی نظام معیشت کے تناظر میں موجودہ اسلامی بینکنگ پر ایک تحقیقی فتویٰ، ص 29
- ¹⁴ مروجہ نظام بینکاری اور جمہور علماء کے موقف کا خلاصہ، 89
- ¹⁵ رشید، مفتی، احسن الفتاویٰ، ج 7، ص 119
- ¹⁶ محمد تقی عثمانی، فقہی مقالات، مبین اسلامی پبلشرز، کراچی، 1994ء، ج 1، ص 228
- ¹⁷ اسلامی نظام معیشت کے تناظر میں موجودہ اسلامی بینکنگ پر ایک فتویٰ، ص 53
- ¹⁸ فقہی مضامین، ص 794
- ¹⁹ اسلامی نظام معیشت کے تناظر میں موجودہ اسلامی بینکنگ پر ایک فتویٰ، ص 73 تا 83